اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دینی مدارس
(کردار، مشکلات اور راہ حل)

ڈاکٹر شیخ محمد حسنین*
Sheikh.hasnain26060@gmail.com

کلیدی کلمات: اسلامی، جمہوریہ، پاکستان، دینی، مدارس، مشکلات، راہ حل۔

خلاصہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دینی مدارس اس ملک کی ایک بہت بڑی NGO ہیں۔ اس ملک کی تعمیر وترقی اور اہالیان پاکستان کو ملت واحدہ کی رسی میں پرونے یا خدانخواستہ ملت کا شیرازہ بکھیرنے میں دینی مدارس اساسی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن دینی مدارس کے نظام کو سرکاری سطح پر کبھی مناسب سرپرستی میسر نہیں رہی اور یہ امر ان مدارس کی مشکلات کا ایک عمدہ سبب ہے۔

اس کے علاوہ، دینی مدارس کا فرسودہ تعلیمی نصاب، ان مدارس کے تعلیمی، تربیتی نظام کی بعض بیرونی ممالک کے دینی مدارس کے نظام سے شدید وابستگی، درجہ بندی کا فقدان، بشری اور سائنسی علوم میں جدید انکشافات سے لاتعلّقی بھی دینی مدارس کے نظام کی اہم مشکلات ہیں۔ ان مشکلات کا حل یہ ہے کہ ارباب اقتدار دینی مدارس کے نظام کی اساسی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں مناسب اہمیت دیں۔ مدارس کے تعلیمی وتربیتی نظام کو از سر نو تشکیل دیا جائے۔ قدیم وجدید بشری علوم کی تعلیم وترویج میں دینی مدارس اپنا کردار ادا کریں۔ نیز دینی مدارس اور کالجز، یونیورسٹیاں یکسان تعلیمی وتربیتی ماحول میں قوم کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیں۔

---

*۔ محقق، استاذ فلسفہ اسلامی، ڈائریکٹر "نمت" بارہ کہو، اسلام آباد۔

پاکستان کی تعمیر وترقی میں دینی مدارس کا کردار

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مملکت خداداد پاکستان، ایک اسلامی ملک ہے اور اس کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے۔ نیز اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس، اس ملک کی ایک بہت بڑی سوشل آرگنائزیشن یا (NGO) شمار ہوتے ہیں اور ان مدارس کا اس ملک کی تشکیل اور تعمیر وترقی میں کلیدی کردار ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تعمیر وترقی میں دینی مدارس کے کردار کی اساسی اہمیت کی دلیل یہ ہے کہ دینی مدارس کا بنیادی کام تعلیم وتربیت ہے۔ اور تعلیم وتربیت کا ہر ادارہ معاشرے کے افراد کی کردار سازی، ان کی شخصیّت کی تعمیر اور ان کی خودی کی تشکیل میں انتہائی موثر ہوتا ہے۔ تعلیم وتربیت سے قومیں بنتی ہیں اور وطنیت کی تشکیل کا اساسی عنصر بھی تعلیم وتربیت ہے کیونکہ تعلیم کی ماہیت میں کردار سازی پوشیدہ ہے۔ بقول شاعر

اب بھی حضرت شیخ کا یہ قول مجھے یاد آتا ہے		دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

یہ نہیں ہو سکتا کہ تعلیم آئے لیکن کردار سازی نہ کرے۔ جیسا کہ حکیم الامت علامہ اقبال نے فرمایا۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو		ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب		سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

ایک اور مقام پر علامہ اقبال ارشاد فرماتے ہیں۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر		لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم		کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

لہٰذا تعلیم کا تیزاب، انسانی شخصیت کو اتنا نرم بنا دیتا ہے کہ پھر ارباب تعلیم اسے جس قالب میں چاہیں ڈھال دیں۔ خلاصہ یہ کہ تعلیم وتربیت کا کوئی بھی نظام، انسان سازی میں موثر ہے۔ لیکن دینی مدارس کے تعلیمی نظام کو دیگر تعلیمی نظاموں پر دو جہات سے فوقیت حاصل ہے۔ ایک اس لحاظ سے کہ یہ نظام، اساسی طور پر انسان سازی کا نظام ہے؛ اور دوسرا اس لحاظ سے کہ دینی مدارس کا تعلیمی نظام، پاکستانی قوم کی بنیادی فطرت کے ساتھ ہم آہنگ (Compatible) ہے۔

علوم کی دو اہم اقسام

اس مطلب کی تفصیل یہ ہے کہ علوم کو ایک لحاظ سے دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ علوم کی ایک قسم وہ ہے جو عالم طبیعت کے اسرار کو کشف کرنے اور ان کشفیات کی روشنی میں عالم طبیعت کی تسخیر کے لیے ہے۔ اور دوسری قسم عالم بشریت کے اسرار کو کشف کرنے اور انسان کی تسخیر کے لیے ہے۔ البتہ انسان اپنی جسمانی ساخت کے لحاظ سے پہلی قسم کے علوم کا موضوع بحث ہے، لیکن اپنی روح کے لحاظ سے دوسری قسم کے علوم کا موضوع ہے۔ پہلی قسم کے علوم کو طبیعی علوم یا(Natural Sciences) کا نام دینا بجا ہے اور دوسری قسم کے علوم کو انسانی علوم یا(Human Sciences) کہنا صحیح ہے۔

ہمارے خیال میں انسانی علوم کا تعلق انسان کے مادی جسم سے نہیں، اس کی روح سے ہے۔ جہاں تک طبیعی علوم کا تعلق ہے، ان کے بارے میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ علوم، بلاواسطہ کردار سازی نہیں کرتے۔ یہ علوم قومیں تشکیل نہیں دیتے بلکہ قوموں کی خدمت کرتے اور انہیں طاقت و توانائی عطا کرتے ہیں۔ ہاں! دنیا کے عام تعلیمی اداروں میں جہاں یہ علوم پڑھائے جاتے ہیں ایک ایسا موحول ایجاد کر دیا جاتا ہے جو کردار سازی کرتا ہے۔ لہٰذا ان تعلیمی اداروں میں کردار سازی کا کرشمہ، طبیعی علوم کے نہیں، ماحول اور کئی دیگر عوامل کے سر جاتا ہے۔ اس کے برعکس، انسانی علوم کردار ساز ہیں اور یہ علوم اقوام کی تشکیل کا کارنامہ سرانجام دیتے ہیں، یہ علوم قوموں کی تہذیب بناتے ہیں اور ان کے بود و باش کے طور طریقوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔

دینی علوم کردار ساز

اس تناظر میں دینی علوم، کردار سازی کے لحاظ سے دیگر تمام انسانی علوم سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ دینی علوم اور بالخصوص اسلامی علوم، اقوام سازی میں بھی اس قدر ید طولیٰ رکھتے ہیں کہ رنگ و نسل اور جغرافیائی حدود کا فرق مٹا کر افراد کو ایک قومیت کی رسی میں پرو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر ان مدارس کا تعلیمی و تربیتی نظام غلط ڈگر پر جارہا ہو تو یہ ملتوں کا شیرازہ بکھیرنے کا سب سے سستا لیکن کامیاب حربہ ہے۔ اگر یہ حقیقت تسلیم کرلی جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مملکت خداداد پاکستان میں پاکستانی قوم کی تشکیل کا انحصار دینی مدارس کے تعلیمی نظام پر ہے۔

اگر اس حقیقت سے نظریں چرا بھی لی جائیں تو پاکستان کے دینی مدارس کے تعلیمی نظام کی اہمیت کا اس لیے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تعلیمی نظام اس قوم کی بنیادی فطرت سے ہم آہنگ ہے۔ اس لیے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور پاکستانی قوم بلا شبہ ایک مسلمان قوم ہے۔ مسلمان قوم کا ہر بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو سب سے پہلے اس کے کان میں اذان اور اقامت کہی جاتی ہے اور یوں اس کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ بچہ جب شعور کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو دینی تعلیم و تربیت کے نظام کو اپنی ذات، ماہیت اور خودی کے ساتھ بہتر سازگار پاتا ہے اور اسے دل و جان سے قبول کرتا ہے۔

ہمارا قومی المیہ

لیکن ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں دینی مدارس کے اس کلیدی کردار کے باوجود شعوری یا لاشعوری طور پر اس ملک کے ارباب اقتدار اور اس ملک کے تعلیمی نظام کے خدوخال تراشنے والوں نے دینی مدارس کے تربیتی کردار کی اہمیت اور افادیت سے انکار کیا اور دینی مدارس کو وہ اہمیت نہیں دی جس کے وہ مستحق تھے۔ بلا شک و شبہ اس نصف صدی میں پاکستان کے شعبہ تعلیم و تربیت کے ارباب بست وکشاد نے پاکستانی قوم کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ایسے تعلیمی نظام کا سہارا لیا جس کے خدوخال یورپ کے معماروں کے تراشے ہوئے تھے۔ اس حرکت کا نتیجہ یہ نکلا کہ کم و بیش نصف صدی تک پاکستان میں تعلیم وتربیت کے دو متوازی نظام چلتے رہے۔ ایک نظام کو سرکار کی سرپرستی حاصل رہی اور دوسرے نظام کو عوام کی سرپرستی حاصل رہی۔ پاکستانی سرکار نے کبھی بھی دینی تعلیمی نظام کے لیے کوئی بجٹ مخصوص کیا، نہ اس نظام کی نشوونما کے لیے کوئی چارہ سوچا، لیکن پاکستانی قوم نے ہمیشہ اس نہال کو اپنے سرمائے اور اپنے دینی جذبے کے تحت سینچا۔

اس پالیسی کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو دینی مدارس کے نظام پر سرکار کی گرفت نہ رہی اور دوسری طرف دینی اور دنیاوی تعلیم کے الگ الگ نظاموں میں ایک ملک میں متضاد اور Conflicting کردار، بلکہ تہذیبیں تشکیل پانے لگیں اور یوں پاکستانی قومیت کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ اس ملک کے قومی نظریے کو بھلا دیا گیا جس کے نتیجے میں آج پاکستان میں پاکستانی کم، یورپین، عرب، فارس، شیعہ، سنی، بلوچ، پٹھان، سندھی، مہاجر اور... زیادہ پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس صورتحال کو جس امر نے مزید پیچیدہ بنایا اور جلتی پر تیل کا کام کیا ہے، وہ اس ملک میں دنیاوی تعلیم کے شعبے میں پرائیویٹ سیکٹر کا فعال ہونا ہے۔ اس ملک میں پہلے تو دینی اور دنیاوی تعلیمی نظاموں کی تقسیم تھی، لیکن اب تو دنیاوی تعلیمی نظاموں میں بھی

دسیوں نظام ہیں اور ہر نظام اپنے اپنے خطوط پر اس قوم کی تشکیل کر رہا ہے۔"نہ جائے ماندن، نہ پائے رفتن! "اس ملک کے ہر اسکول سسٹم اور تعلیمی ادارے میں ایک الگ تہذیب جنم لے رہی ہے اور ایک اجنبی قوم تشکیل پا رہی ہے۔ ہاں! جو عنصر کمتر نظر آتا ہے وہ پاکستان اور پاکستانی قومیت ہے۔ ہمارا ملک اپنے تعلیمی نظاموں میں ایک ایسی کثرتیت (pluralism) کا شکار ہے کہ جس کا لازمی نتیجہ قومی وحدت کا انتشار اور ملی یکجہتی کا فقدان ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والا ہر تعلیمی نظام الگ الگ کردار تشکیل دے رہا ہے۔ راقم الحروف کو اس ملک میں چلنے والے تعلیمی نظاموں میں سے ایک نظام کے مؤسس کی زبان سے نقل شدہ یہ دعوی یاد ہے کہ اگر ان کے سامنے مختلف تعلیمی اداروں کے سٹوڈنٹس گذریں تو وہ اپنے تعلیمی نظام کے بچوں کو ان کے چلنے کے انداز سے پہچان لیں گے۔ میرے لیے یہ دعوی قابل قبول ہے۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر تعلیمی نظام پاکستانی قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ اپنے حصے کے ٹکڑوں کی اپنی مرضی کی تربیت کر رہا ہے اور انہیں الگ الگ تہذیبوں کے کنگن پہنا رہا ہے۔

جب تک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تعلیم میں انتشار رہے گا، اس ملک میں ملت واحدہ کی تشکیل ناممکن ہے۔ آخر کب اس ملک کے ایچ. ای. سی جیسے اداروں کے ماتھے پر "ایک قوم، ایک تعلیمی نظام" کا نعرہ لکھا نظر آئے گا؟ ہم کب ہوش کے ناخن لیں گے؟ میں جب موٹروے پر سفر کرتا ہوں تو اس کی پیشانی پر لکھا One Nation One Way کا جملہ مجھے تعجب میں ڈال دیتا ہے۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ ہم کب One Nation, One Educational System کا شعار اپنائیں گے۔

میں اکثر سوچتا ہوں پھول کب تک　　　شریک گریۂ شبنم نہ ہوں گے!

آج ہمارے ملک کی قومی سلامتی خطرے میں ہے؛ لیکن اس قومی سلامتی کو بیرونی جارحیت سے نہیں، بلکہ داخلی انتشار سے خطرہ لاحق ہے۔ اگر ارباب اقتدار نے قومی سلامتی میں تعلیم و تربیت کے کردار کی اہمیت کو درک کیا ہوتا تو آج اس ملک میں "دفاع پاکستان آرڈیننس" جیسے اندھے قانون لاگو کرنے کی ضرورت قطعاً پیش نہ آتی۔ قومی دفاع پر جو کچھ خرچ ہوا، اگر اس کا ایک چوتھائی بھی کردار سازی اور قوم سازی کی صحیح جہت پر صرف کیا جاتا تو اس قوم کا دفاع اس قدر پائیدار ہوتا کہ کوئی پاکستان کی طرف میلی آنکھ اٹھا نہ دیکھ پاتا۔ بہر حال، ہمارے خیال میں یہ سب کچھ پاکستان میں دینی مدارس کے تعلیمی نظام کو نظر انداز کرنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

پاکستان میں دینی مدارس کی مشکلات

ذیل میں ہم دینی مدارس کی چند عمدہ مشکلات کا تذکرہ کریں گے۔ البتہ اس توضیح کے ساتھ کہ ان مشکلات کے بیان سے ہمارا ہدف کسی طور دینی مدارس کے کردار کی اہمیت کا انکار یا ان کے مثبت کردار کی نفی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہدف اس مقدس نظام کی مشکلات کو برطرف کرنا ہے لہٰذا ان مشکلات کی نشاندہی کی غرض سے میں یہاں یہ مشکلات کھل کر بیان کروں گا۔ اگر بعض احباب کو میرا اندازِ بیان ناگوار گذرے تو پیشگی معذرت طلب کرتا ہوں۔

1. اگرچہ پاکستان میں دینی مدارس کی مشکلات میں سرفہرست مشکل تعلیم و تربیت کے اس نظام کو مناسب سرکاری سرپرستی میسر نہ آنا ہے، لیکن ہمارے خیال میں دینی مدارس کی اندرونی مشکلات بھی کم نہیں ہیں۔ ان مشکلات میں سے ایک اساسی مشکل خود دینی مدارس کے ارباب اختیار کا اس نظام کو قومی دھارے سے دور رکھنا ہے۔ بدقسمتی سے دینی مدارس کے ارباب بست و گشاد نے مذاہب اور مسالک کو اغلب قومیات پر ترجیح دی ہے۔ انہوں نے اسلام کے آفاقی پیغام کو اتنا محدود کر دیا ہے کہ آج ایک دینی مدرسے کا طالب علم، دوسرے مدرسے میں داخلہ نہیں لے سکتا۔ ایک مسجد کا نمازی، دوسری مسجد میں نماز ادا نہیں کر سکتا۔ مُلّا نے پاکستانیوں کے دل و دماغ سے پاکستانیت سرے سے نکال دی ہے اور اس مملکت خداداد کو ۷۲ فرقوں کا میدان رزم بنا دیا ہے۔ ان کی پہلی اور آخری ترجیح ان کا مسلک ہے اور وہ ملک کو داؤ پر لگا کر بھی مسلک بچانے کے چکر میں نظر آتے ہیں۔
دینی مدارس کے نظام میں داخلی رقابت "فاستبقوا الی الخیرات" کی بنیاد پر نہیں، بلکہ رقیب کو میدان سے نکال باہر کرنے کی غرض و غایت سے ہے۔ اس ناسالم رقابت کا مشاہدہ اہل مدرسہ کی تحریر و تقریر میں اور عشر و زکات، خمس و صدقات اور قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے مواقع پر بہتر کیا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے دینی مدارس کے نظام میں پیغام پہنچانے کی بجائے غلبہ پانے کی خُو حاکم ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں سرکار انبیاء ﷺ کو ناصح، مبلغ اور "یادآوری کرنے والا" قرار دیا گیا ہے، غلبہ اور سیطرہ پانے والا نہیں۔ (لست علیهم بمسیطر) لیکن اس کے برعکس، اہل مدرسہ کا مزاج یادآوری کرنے والا نہیں، غلبہ پانے والا ہے۔ جب تک یہ ابوالہوسی باقی رہے گی، اس ملک میں دینی مدارس اپنا تعمیری کردار ادا نہیں کر سکیں گے۔

2. پاکستان کے دینی مدارس کا نظام جن مشکلات سے پنجہ آزما ہے ان میں ایک اور مشکل یہ ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں بھی پاکستان کے سرکاری اور پرائیویٹ سیکٹر کے تعلیمی نظاموں کی طرح غیر ملکی دینی مدارس کے تعلیمی نظاموں سے شدید وابستگی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ دینی یا دنیاوی تعلیم کے کسی نظام کا کسی غیر ملکی تعلیمی نظام و نصاب سے وابستہ ہونا، ہمیشہ منفی اور ناپسندیدہ نہیں بلکہ بعض اوقات ناگزیر اور ضروری امر ہے اور راقم الحروف بھی تعلیمی میدان میں قوموں کے تجربات اور کشفیات سے استفادے کا حامی ہے، لیکن جب یہ وابستگی اندھی تقلید میں بدل جائے تو کسی قوم و ملک کے لیے کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ دنیا کے تعلیمی نظاموں کے دروازے اپنے اوپر بند کرنا ایک احمقانہ حرکت ہے، لیکن ان تعلیمی نظاموں کو اپنے قومی مفادات اور ضروریات سے ہم آہنگ نہ کرنا بھی عقلمندی کے سراسر خلاف ہے۔ بدقسمتی سے دینی مدارس کے نظام میں بھی وہی خامی اور مشکل نظر آتی ہے جو دنیاوی تعلیمی اداروں کے نظام میں مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔

3. پاکستان کے دینی مدارس کی ایک اور مشکل جو دراصل، فوق الذکر مشکل کا دوسرا رخ ہے، دینی مدارس کے تعلیمی نظام کا سائنس اور ٹیکنالوجی، نیز بشری علوم کے باب میں بنی نوع بشر کی تازہ ترین کشفیات اور تجارب سے دور، بلکہ ناآشنا رہنا ہے۔ گویا ہمارے ملک کے بیشتر دینی مدارس ایک ایسے جزیرے میں ہیں جس تک ان تازہ کشفیات اور تجربات کی ترسیل ناممکن ہے۔ ہمارے دینی مدارس کا تعلیمی نظام گویا کسی متفاوت جغرافیا کا تعلیمی نظام ہے۔ عصر حاضر میں بنی نوع بشر نے سائنس اور ٹیکنالوجی، نیز بشری علوم کے میدان میں جو کچھ کشف کیا، گویا اس کا عشر عشیر بھی ہمارے دینی مدارس کے تعلیمی نظام و نصاب کا حصہ بننے کے لائق نہ تھا! واعجباہ! دنیا سے اتنی بے رخی! کیوں؟ حالانکہ قرآن کریم میں تکوین کا مطالعہ اور عالم آفاق کی سیر، تشریع کے مطالعہ اور عالم انفاس کی سیر کے ساتھ ساتھ ذکر ہوئے ہیں اور ان کا مطالعہ بھی آیات الٰہی کا مطالعہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو عالم تکوین کا مطالعہ کیوں دینی مدارس کے تعلیمی نظام میں داخل نہیں ہو سکا؟ یہی ہمارے دینی مدارس کی ایک اہم مشکل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کے تعلیمی و تربیتی نظام میں اُن علوم سے بیگانگی جو ابزاری علوم یا *Skills* شمار ہوتے ہیں، از خود ایک اور مشکل ہے۔

4. پاکستان کے دینی مدارس کی ایک اور مشکل ان مدارس کے درمیان مناسب درجہ بندی کا فقدان ہے۔ جس کالازمی نتیجہ قومی وسائل کاضیاع ہے۔ ہر مدرسہ ہر سطح کی تعلیم دینے پر مصّر نظر آتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات تنہا ایک طالبعلم کے لیے کلاس منعقد ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر بیس مدارس میں ایک طالبعلم کو ایک استاد ایک گھنٹہ پڑھارہا ہو تو نتیجہ میں جہاں ان بیس طالبعلموں کو ایک مدرسہ میں جمع کرکے ایک استاد ایک گھنٹے میں درس پڑھا سکتا تھا وہاں بیس استاد بیس گھنٹوں میں یہ کام انجام دے رہے ہوتے ہیں۔ آیا یہ وقت کا ضیاع نہیں ہے؟ آیا یہ اساتذہ ۱۹ گھنٹوں میں کوئی اور تحقیقی، تدریسی کام انجام دے کر اسلام کی خدمت نہیں کرسکتے؟ لیکن اے کاش! تنہا وقت ضایع ہوتا، وقت کے ساتھ ساتھ کئی وسائل بھی ضایع ہوتے ہیں۔

5. دینی مدارس کے تعلیمی نظام کی ایک اور مشکل، دینی مدارس کے ڈویژنل، پرونشل اور فیڈرل بورڈز کا فقدان ہے۔ اگرچہ آخری سالوں میں "وفاق المدارس" کے قیام سے یہ مشکل کسی حد تک آسان ہوئی ہے لیکن راقم الحروف کے خیال میں وفاق کا نظام ابھی مطلوبہ منزل سے کوسوں دور ہے اور وقت کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا۔

6. ہمارے خیال میں دینی مدارس کے تعلیمی نظام کی ایک اہم مشکل مدارس کے نصاب پر بروقت اور مناسب نظر ثانی نہ ہونا ہے۔ موجودہ دور میں مختلف تعلیمی نظاموں میں جس سرعت سے تعلیمی نصاب پر نظر ثانی کاکام انجام پاتا ہے، دینی مدارس کا نظام گویا ایسی نظر ثانی کا قائل ہی نہیں ہے۔

مشکلات کا راہ حل

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، دینی مدارس کی مشکلات کو بیان کرنے کا اصل ہدف اور غرض و غایت انسانی تعلیم و تربیت کے اس مقدس ادارے کی مشکلات کو حل کرنے کی راہیں تلاش کرنا ہے اور مشکلات کی نشاندہی تو از باب مقدمہ کی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اپنی دانست کے مطابق ارباب علم و دانش کے سامنے ان مشکلات سے نجات کے لیے چند تجاویز پیش کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہماری کوئی تجویز دینی مدارس کی مشکلات کے حل اور نتیجہ میں مملکت خداداد پاکستان کی کسی عمدہ مشکل کے حل میں کام آجائے۔ (ان شاء اللہ)

1. پاکستان کے دینی مدارس کی مشکلات کے حل کے حوالے سے ہماری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ اس ملک کے اربابِ اقتدار کو دینی مدارس کے تعلیمی نظام کی اہمیت کو کما حقہ سمجھنا چاہیے۔ دینی

مدارس کو سرکاری سرپرستی حاصل ہونی چاہیے، دینی مدارس کے بجٹ کا خسارہ گورنمنٹ آف پاکستان ایک طے شدہ طریقۂ کار کے مطابق پورا کرے۔ البتہ دینی مدارس کا باقاعدہ آڈٹ بھی ضروری ہے۔ مدارس کے بیرونی امداد کے راستے روکے نہ جائیں، لیکن ان پر چیک اینڈ بیلنس ضروری ہے۔

2. پاکستان کے تمام مسالک کے دینی مدارس کی تشکیل نو ضروری ہے۔ اس پروجیکٹ کو ایک قومی پروجیکٹ کے طور پر لیا جائے۔ اگرچہ یہ ایک انتہائی کٹھن کام ہے لیکن اگر اس ملک کے اربابِ اقتدار اور وطن دوست علمائے کرام چاہیں تو یہ کام ممکن ہے۔ اس تشکیل نو کا کلی خاکہ یہ ہے کہ سب سے پہلے قدم پر تمام مسالک کے جملہ مدارس کی پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی طرز پر درجہ بندی کی جائے۔ پرائمری سطح کے مدارس میں کسی کلاس کی تشکیل کا کم از کم نصاب ۵ طالب علم، مڈل کی سطح کے مدارس میں کلاسوں کی تشکیل کا کم از کم نصاب ۱۰ طالب علم اور ہائی سطح کے مدارس میں کلاسوں کی تشکیل کا کم از کم نصاب ۱۵ طالب علم ہونا چاہیے۔ اعلی دینی تعلیم کے اداروں میں بھی کلاسز کی تشکیل کا کمی اور کیفی، دونوں لحاظ سے نصاب طے شدہ ہو۔ دینی مدارس کے امتحانات کے نظام کو مزید بہتر بنایا جائے اور ہر سطح پر سرٹیفیکیٹس اور ڈگریاں دی جائیں۔ کم از کم آئندہ ۲۰ سال بعد کسی دینی مدرسے میں کوئی ایسا عالم دین تدریس نہ کرسکے اور نہ معاشرے میں کوئی دینی خدمات سرانجام دے سکے جس کے پاس کوئی قابل قبول سند یا ڈگری نہ ہو۔ دینی مدارس کو گھٹن کی فضا سے نکالا جائے۔ گورنمنٹ آف پاکستان چھوٹی سطح کے دینی مدارس کو سکولز اور کالجز کے محل وقوع کے قریب جگہ دے اور اعلی دینی تعلیم کے مدارس کو یونیورسٹیوں کی فضا کے قریب لایا جائے۔ البتہ اس حوالے سے اوقاف کے شرعی مسائل کا لحاظ رکھنا اور دینی مدارس کے موقوفات کو خاص جہت دینا ضروری ہے۔

ہمارے خیال میں دینی اور دنیاوی تعلیم میں دوئیت (Dualism) کی مشکل سے بچنے کا صحیح راستہ علم کی وحدت یا Integration of Knowledge نہیں، بلکہ Integration of Educational Environment ہے۔ اس لیے کہ ہر علم کا اپنا ایک خاص موضوع ہوتا ہے اور موضوعات کے تعدد کے باوجود علم کی وحدت کی بات کرنا غیر منطقی ہے۔ جہاں تک علوم کو

مسلمان بنانے یا Islamization of Knowledge کی بات تو یہ بھی سرے سے ایک غیر منطقی حرکت ہے۔ ہاں! علوم سے خدمتِ خلق کا کام لیا جائے، نہ کہ ہدایتِ خلق کا کام۔ رہا علوم کی وحدت سے یہ مراد لینا کہ ہر طالب علم ہر مضمون پڑھے تو یہ بھی غیر منطقی ہے۔ وحدت علوم کا تنہا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ علوم کا کارواں ایک منزل کی سمت رواں دواں ہو، اور ہر علم اس کارواں میں اپنی ذمہ داری ادا کر رہا ہو۔ (البتہ اس موضوع پر مزید گفتگو کے لیے الگ مقالہ درکار ہے۔)

3. جو دینی اور بشری علوم کردار ساز ہیں، ان کا ملکی سطح کا نصاب تیار کیا جائے۔ پہلے مرحلے میں یہ نصاب تمام دینی اور دنیاوی تعلیمی اداروں میں لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔ لیکن اگلے مرحلے میں دنیاوی تعلیم کے اداروں میں فقط سائنسی علوم پڑھائے جائیں اور کردار سازی کے علوم کی تدریس فقط ماڈل دینی مدارس میں کی جائے۔ ماڈل دینی مدارس سے ہماری مراد یونی ورسٹی طرز کے ایسے دینی مدارس ہیں جن کے مدیران اعلیٰ جیّد علما ہوں۔ ان مدارس میں ہر مسلک کے اعلیٰ ظرف اور وسیع النظر وطن دوست علما اپنے اپنے مسلک کی تدریس کے ساتھ ساتھ پاکستانی قومیت کی روح کو اجاگر کریں۔ ان علما کی گورننگ باڈی میں وہ علما بیٹھ سکیں جو ہر مسلک کے بنیادی عقائد کی توضیح و تدریس اس طرح سے کر سکیں کہ خود اس مسلک کے پیروکاروں کے لیے قابل قبول ہو۔ نیز ان مدارس میں تمام مسالک کی دینی درسگاہوں سے فارغ التحصیل طالبعلموں کو عادلانہ اصولوں پر داخلہ ملے۔ ہر مسلک کے اعلیٰ سطح کے خطیب، مؤلف اور مدرس کے لیے ماڈل دینی مدارس کا ڈگری ہولڈر ہونا ضروری ہو۔ یہ علما امت اور اپنے اپنے مسلک کے پیروکاروں کے ارشاد و ہدایت میں پیش پیش ہوں۔ کم از کم ہر صوبائی دارالحکومت میں یونی ورسٹی کی سطح کا ایک ماڈل دینی مدرسہ فوری طور پر قائم کیا جائے اور بعد از آں اس سلسلے کو مزید پھیلا دیا جائے۔ ایسے مدارس کے فارغ التحصیل علما کو قومی سلامتی کو درپیش اندرونی خطرات سے نمٹنے، ملی یکجہتی کے قیام اور مسلکی ہم آہنگی کی فضا قائم کرنے کا بیڑا اٹھائیں۔ تمام اہم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں دینی ہدایت و ارشاد کا کام فقط انہی علما سے لیا جائے۔

4. مذکورہ بالا تجاویز میں سے کسی بھی تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے تمام دینی مسالک کے وطن دوست جیّد علمائے کرام کو اعتماد میں لیا جائے۔ علمائے کرام کو بھی اس حقیقت کا ادراک ہونا چاہیے

کہ ان کے مدارس اور مدارس کا تعلیمی و تربیتی نظام، اس ملک میں امن و سلامتی سے وابستہ ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ ملک نہ رہا تو کچھ نہ رہے گا۔اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس حقیقیت کا بھی ادراک ہونا چاہیے کہ ہم اسلامی بیداری کی عالمی فضا اور اسلام کی نشأت ثانیہ کے دور میں زندگی گذار رہے ہیں۔

ماضی میں اگر معاشرے کو دینی مدارس کے تعلیمی و تربیتی نظام سے فقط یہ توقع تھی کہ وہ ان کے لیے شرعی احکام کے بیان، نماز جماعت کی امامت، نکاح اور جنازہ خوانی اور دینی، اخلاقی وعظ و نصیحت کا اہتمام کریں تو آج عالمی سطح پر دینی مدارس کے تعلیمی نظام سے اخلاق و اقتصاد، طبیعیات و ریاضیات، فلکیات، فلسفہ و سیاست، ادب و ہنر، حتی کہ طب اور مدیریت جیسے علوم میں رہنمائی کی توقع رکھی جارہی ہے۔ اس دور میں اسلام کی خدمت کا راستہ مسلکی اختلافات میں الجھنے کی بجائے ملی یکجہتی ،اسلامی اخوت اور امن وسکون کے ماحول میں تحقیق و تفحص سے وابستہ ہے۔

لہٰذا دینی مدارس کی مشکلات کو سمجھنے اور ان کا حل نکالنے کے لیے علما کو کسی بیرونی مسیحا کا انتظار کیے بغیر خود سے اس مسئلہ پر عملی اقدامات اٹھانا ہوں گے اور اس میدان میں ہراول دستے کا کام انجام دینا ہوگا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن گورنمنٹ آف پاکستان کو بھی اس حوالے سے سنجیدہ اقدامات کرنے چاہییں۔آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالی اس ملک کو امن وسکون کا گہوارہ بنائے اور ہمیں ایک قوم بنائے۔(آمین ! یا رب العالمین !)